حضرت مولانا سعید احمد عنایت اللہ مکۃ المکرمہ

دینی مدارس

ضرورت و اہمیت، تاریخی پس منظر، علوم نبوت کی حفاظت و ترویج میں بنیادی کردار، اور شاندار مستقبل کی ضمانت

(ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین)

اسلام ایک جامع اصلاحی پروگرام

اسلام صرف چند دینی شعائر کی ادائیگی کا نام نہیں جو مخصوص اوقات میں مخصوص مقامات پر ادا کر دیئے جائیں اور بس! بلکہ اسلام ایک کامل و مکمل نظام حیات ہے۔ جو انسانوں کے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیل و نہار میں ان کا مرشد و راہنما اور قائد راہ ہے۔ یہ وہ ضابطۂ حیات ہے جو خود علام الغیوب حکیم ذات نے عین انسانی فطرت کے مطابق اپنی افضل ترین مخلوق کی کرامت و شرافت کی حفاظت اور اخروی سعادت کے لیے وضع فرمایا جو انسانی عقل کے جملہ نقائص سے مبرا ہے۔

اسلام وہ نظام حیات ہے جو ایک فرد کی زندگی کے دونوں پہلوؤں (ظاہری و باطنی) اور جملہ انسانوں کی اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں کے لیے ربانی ہدایات پر مشتمل اپنا حسین و جمیل مربوط اصلاحی پروگرام رکھتا ہے۔

اسلام نسبت نہیں عمل کا نام ہے

اسلام مسلم افراد اور مسلم معاشروں سے انفرادی اور اجتماعی حالات میں اپنے نظام کی تنفیذ چاہتا ہے۔ تاکہ فرد اور معاشرہ عملاً اسلامی ہو۔ نہ کہ صرف نام اور نسبت کا۔ اسلام میں کافی نہیں۔ اسلام کی نظر سے اس کے اصولوں سے تمسک اور اللہ کی رسی سے اعتصام مسلمان ہونے کے لیے ضروری شرط ہے۔ کیونکہ عمل کے بغیر فقط نام اور اسلام کی طرف نسبت پر نہ تو دنیاوی منافع مرتب ہوتے ہیں نہ اُخروی ثواب کی امیدیں! اس لیے روز اول سے داعی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اولین خطاب میں جہاں یہ دعویٰ کیا کہ میں اس کائنات میں تمام انسانوں کا واحد نجات دہندہ ہوں۔ (یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا) میں یہی دعویٰ ہے وہاں یہ بھی مطالبہ کیا کہ تم فلاح چاہتے ہو تو تمہیں اللہ کو معبود برحق اور مجھے واجب الاطاعت مان کر میری اتباع کرنی ہوگی۔ (قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا) میں یہی واضح اعلان ہے۔ اور اسی شرط کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان

کیا ہے (ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی) کہ تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو تم میری اتباع کرو!

اتباع نبوت کا وسیع دائرہ

اتباع نبوت کا دائرہ کہاں تک ہوگا؟ کیا صرف عقیدہ و عبادت میں؟ یا پھر وہ ذات مقدس جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ بنایا کی لائی ہوئی شریعۂ مطہرہ تمام امور میں ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

یا ہم دوہرا کردار اپنائیں کہ عقائد و عبادات اسلامی اور نظام زندگی غیر اسلامی؟

اسلام میں دوہرے کردار کی گنجائش نہیں

اسلام میں یہ ضابطہ بھی بالکل واضح ہے کہ اہل ایمان کے لیے نظام زندگی اختیار کرنے میں ثنائیت و دوئیت کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے کہ وہ عقائد و عبادات میں تو شریعت اسلامیہ کے پیروکار رہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے نام لیوا رہیں مگر نظام معیشت، معاشرت، سیاست و حکومت میں کسی اور کے نظام کے تابع ہوں۔ بلکہ اس نے تو ان کے لیے شرط ایمان یہی ٹھہرائی کہ وہ زندگی کے ہر گوشہ میں حکم خدا و رسول کو بلا چون و چرا نافذ کریں، کہ اس کو بطیب خاطر قبول کرنا ہی ایمان کی علامت ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

(فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما)

مجھے آپ کے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے معاملات میں آپ کو حکم اور فیصلہ نہ مان لیں۔ پھر آپ کے حکم میں تنگی محسوس نہ کرتے ہوئے مکمل طور پر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

اسلامی نظام کی تنفیذ کیوں؟

اسلام نے کیوں کر اپنے نظام حیات کا نفاذ اپنے پیروؤں پر فرض کیا؟ اس لیے کہ وہ سراسر ہدایت، نور اور انسانی افراد، جماعات اور معاشروں سب کے لیے یکساں طور پر ایک اصلاحی پروگرام ہے اور فلاح کا ضامن ہے، وہ فرد جماعت اور معاشرہ کے ہر فساد کو مٹا کر اصلاح و فلاح مہیا کرتا ہے۔ اور انسانی تاریخ اس کی شاہد بھی ہے اور آج بھی اس میں وہ تاثیر اور انقلابی صلاحیت پہلے کی طرح موجود ہے۔ صرف اس کو آزمایا تو جائے؟

اسلام کے اولین پیغام قرآن حکیم اور اس کے بیان سنت رسول میں جامعیت اور کمال کل بھی تھا اور آج بھی ہے،

شریعت اور اس کی جامعیت

اسلامی شریعت کے ماہرین نے فقہاء و مجتہدین ہوں یا محدثین اور ارباب سیر ہر ایک نے اپنی اپنی تالیفات کو عقائد و عبادات

تک محدود نہ رکھا بلکہ ایمانیات وعبادات کے علاوہ نکاح و طلاق اور جملہ خوانگی امور پھر معاملات میں بیع و شراء ان کی جملہ اقسام و انواع ہر ایک کے احکام، اقرار، اجارہ، نفقات وحقوق، شفعہ، شہادت جنایات وحدود، ابواب سیر وجہاد میں امن، جنگ کے احکام و آداب، پھر مسلم، غیر مسلموں کے حقوق، وقف ومیراث کے مسائل اور بین الاقوامی ضوابط امن وحرب، غرض اس دنیا میں قدم رکھنے سے لے کر مرنے کے بعد تک کے احکام کو مفصل بیان کیا۔ یہی صراط مستقیم ہے اهدنا الصراط المستقیم جس کو اختیار کرنے کی ہم دعا کرتے ہیں۔ یہی وہ طریق نور ہے جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے جس میں اہل ایمان سے مطالبہ ہے کہ (آمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا) تم مومن بننے کے لئے اللہ ورسول پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس نورانی نظام زندگی پر ایمان لاؤ جو ہماری طرف سے نازل شدہ ہے۔ اور اس نظام حیات کو اختیار کرو جو ہماری طرف سے وضع کردہ ہے جس کے صانع اور اختراع کرنیوالے خالق کائنات ہیں۔

پھر اس پہ ایمان لانے کے بعد نہیں بلکہ اس سے پہلے ہر دیگر طاغوت کا کفر اور اس کو رد کرنا بھی ضروری ہے۔ ارشاد ربانی ہے (من یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ) ایمان باللہ یعنی اللہ سے رابطہ کے لیے ضروری شرط ہے کہ ہر طاغوت سے قطع تعلق ہو جاؤ، اس تمہید کے بعد عرض یہ ہے کہ

اسلام کا تدریجی اصلاحی پروگرام

اسلام کے اس حسین وجمیل، کامیاب ترین، انتہائی سہل، ہمہ گیر اور قابل عمل اصلاحی نظام حیات کا مطالعہ کرتے ہوئے اسے ہم تین مراحل میں تقسیم کر سکتے ہیں،

۱۔ فرد کی عقل وقلب کی اصلاح (فرد کی باطنی اصلاح)

۲۔ فرد کی اخلاقی ونفسیاتی اصلاح (فرد کی ظاہری اصلاح)

۳۔ انسانی معاشرے کے افراد کی عمومی اصلاح (افراد کی معاشرتی اصلاح)

(۱) باطنی اصلاح

اسلام نے اپنے اصلاحی پروگرام کا آغاز انسانی عقول وقلوب کی تطہیر سے کیا۔ اور انہیں باطل تصورات وتخیلات، خرافات اور جاہلی رسوم سے آزاد کرنے کے لیے صحیح عقیدہ عطا کیا۔ اور خالق کی ذات وصفات سے انسان کو ایسا متعارف کرادیا کہ انسانی عقول وقلوب غیر اللہ کی ہر باطل قوت کے خوف اور غلامی سے بالکل آزاد محض ذات حق سے مربوط ہو جائے۔

(۲) اخلاقی ونفسیاتی اصلاح

انسان کی اخلاقی ونفسیاتی اصلاح کے لیے ہر فرد پر عبادات کا ایسا نظام عائد کردیا کہ جو اسے ہمیشہ اپنے معبود سے وابستہ رکھے اور اس کو عقل کی آوارگی، فکری بے راہ روی سے باز رکھے، اور خواہشات نفس پر غلبہ پانے میں ممد ومعاون بن سکیں،

(۴) معاشرتی اصلاح انسانی معاشروں کی عمومی اصلاح کی خاطر اسلام نے عادلانہ نظام معیشت و معاشرت نظام سیاست و حکومت عطا کیا جس نے انسانوں کے لیے شرافت و کرامت، ان کے جملہ حقوق مالیہ وغیرہ مالیہ کے حفاظت کی ضمانت دی۔ ان کو امن و امان مہیا کیا، راعی اور رعیت کے فرائض و اجبات مسلمانوں کے مابین تمام معاملات زندگی کے احکام مسلمانوں اور دیگر اقوام کے ساتھ احوال صلح و جنگ کے آداب و احکام، الغرض انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی احوال میں شریعت اسلامیہ نے کلی طور پر راہنمائی فرماتے ہوئے احکامات و ارشادات ربانی صادر فرمائے جن کی تنفیذ کا مطالبہ بھی فرمایا،

تنفیذ یا ترک؛ سعادت یا شقاوت اسلام کے اجتماعی نظام کی تنفیذ کے لئے مسلم حکمران اور اور اسلامی حکومت کو اسی طرح مکلف بنایا جس طرح انفرادی زندگی میں عبادات و فرائض میں ایک فرد مسلم کو!

جس طرح ایک فرد اپنے فرض کو ادا کرکے دنیا میں سرخرو اور سعادت کا حقدار ہوتا ہے اسی طرح اجتماعی نظام میں اس کی تنفیذ سے حکمران سرخرو اور بری الذمہ ہوگا، اور مسلم حکومت و حکمران اور پوری امت ہر ایک یکساں طور پر مستفید ہوگا، بلکہ ایک فرد کا انفرادی فرائض کو ترک کرنے سے ضرر اس کی ذات تک محدود رہے گا۔ مگر اسلام کے اجتماعی نظام کی تنفیذ کے ترک سے حکمران اور پھر پوری قوم ہلاکت و شقاوت کا شکار ہوگی، مثال کے طور پر ایک شخص ترک نماز سے (من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر) کی وعید کا مستحق ہوتا ہے تو اسی طرح مسلم حکمران بھی نظام شریعت کی تنفیذ کا فریضہ ترک کرکے (من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون) (هم الظالمون) (هم الفاسقون) کی وعید کا مستحق ہوگا، عبرت کے لیے! تنفیذ شریعت کی دنیاوی برکات کا مشاہدہ آج بھی سعودی عرب کے مثالی امن و اخاء سے کیا جاسکتا ہے۔ اور نظام فطرت کے نتیجہ میں دنیاوی فساد اور مثالی بدامنی کا امریکہ کے پر تعفن ماحول و معاشرے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے (فاعتبروا یا اولی الالباب!!)

مگر صد افسوس مسلم حکمران دعویٰ بھی اسلام کا کریں اور ملک بھی مسلمانوں کا ہو مگر تنفیذ شریعت کے بجائے اسلامی احکام کا استہزاء کریں، تمسخر اڑائیں، امن کی ضامن حدود کو وحشیانہ کہیں تو اس حکمران، اس ملک، اور اس کے عوام کی بدبختی کی کیا حد ہوگی؟ اس عمومی ضلالت و شقاوت سے بچانے کے لیے حق تعالیٰ شانہ نے مسلمان افراد ہوں یا ارباب حکم و حکومت سب سے مطالبہ کیا ہے کہ (ادخلوا فی السلم کافۃ) تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم عقائد و عبادات کے ساتھ اپنے معاملات اپنی معاشرتی، اقتصادی، اجتماعی و سیاسی زندگی میں کسی دوسرے نظام کے بجائے

صرف اور صرف اسلامی نظام کو اختیار کرو۔ پھر فرمایا (ولا تتبّعوا خطوات الشیطان) اس میں تو اسلامی نظام کے علاوہ تمام نظامہائے زندگی مشرق سے آئیں یا مغرب سے سب کو شیطانی راستے قرار دیا۔ جن کی اتباع سے اس آیت میں روکا گیا ہے۔ اس قرآنی آیت میں ادخلوا کا امر اور لاتتبعوا کی نہی ہے۔ اس امر اور نہی کے بموجب تمام مسلمان ایک نظام زندگی کے اختیار کرنے اور بقیہ تمام نظامہائے زندگی کو ترک کرنے کے مکلف بنائے گئے ہیں۔

اسلامی نظام کی درس گاہیں اسلام کے اس عالمگیر جامع نظام حیات کی باضابطہ تعلیم جن درسگاہوں میں اس کے اصل مصادر قرآن و سنت اور سلف کی تشریحات پر مشتمل کتب کی صورت میں دی جاتی ہے اور جن درسگاہوں کے نصاب میں شروع تا آخر کتب سلف صالحین شامل ہیں اور ان کے جملہ ابواب کو مرتب انداز میں طلبہ کو صرف متعارف ہی نہیں کرایا جاتا ہے بلکہ ایسے رجال کار پیدا کئے جاتے ہیں جو ان تشریحات کو محفوظ کرنے کے ساتھ ان کے داعی اور نقیب ہوتے ہیں وہ ہمارے مدارس دینیہ ہی ہیں، یہ دین کے وہ مورچے ہیں جہاں سے طالبانِ حق اسرار و رموز شریعت سے مسلح ہو کر میدان دعوت میں اقدام بھی کرتے ہیں اور اعدائے دین کی دعوت کے راستہ میں رکاوٹوں اور شکوک و شبہات کا علمی رد بھی پیش کرتے ہیں۔ جن کے بارے میں کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

دینی مدارس وہ تعلیمی اور تدریسی ادارے ہیں جن کا ہدف قرآن و سنت کے جملہ علوم و معارف کے انوار سے دنیا کو منور کرنا ہے، جہاں پر شریعت اسلامیہ کو اپنی جامعیت کے ساتھ اس کے اصل مصادر و ماخذ سے سلف کے نہج پر آئندہ نسلوں میں منتقل کیا جاتا ہے۔ یہ وہ تربیتی کیمپ ہیں جہاں پر ایسے راسخ العقیدہ، دعوت دین کے علمبردار تیار کئے جاتے ہیں جو اللہ کی ذات کے بارے میں کسی کی ملامت سے خائف نہ ہوں جو شریعت اسلامیہ کی ابدی صلاحیتوں اور اس کے ہر زمانہ ہر مکان ہر رنگ و نسل کے انسانوں کے لیے یکساں افادیت کے غیر متزلزل عقیدے کے حاملین ہوں۔ اور انہیں اپنی اور پوری انسانیت کی نجات کا واحد راستہ صرف اور صرف اسلام کے عالمگیر عادلانہ نظام زندگی ہی میں نظر آتا ہے۔

مدارس کے فضلاء مسلم معاشرہ کی موجودہ نسلوں کو سلف امت کے ساتھ مربوط کرنے کی سعی اور موجودہ نسلوں میں اسلام کی عظمت کو پھیلانے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ برصغیر میں انگریزی استعمار کے دور میں انگریز کو برصغیر سے نکالنے کی جدوجہد میں ان دینی مدارس کا کردار کسی سے مخفی نہیں ہے کہ کتنے ہی علماء کرام قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے اور کتنوں نے تختۂ دار پر لٹک کر آزادی کی تحریک کی آبیاری کی۔ آزادی کے بعد مملکت خداداد پاکستان جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ اس میں عملاً شریعت اسلامیہ

(بقیہ صـ ۵۴ پر)